Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 02, **Issue** 02, July-December 2023, **PP**: 139-148
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

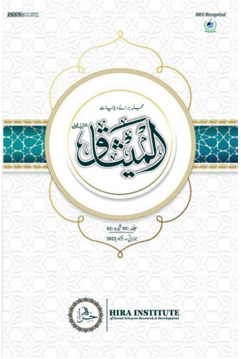

پاکستان کے مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام میں درپیش مسائل کا شرعی تدارک

Shar'iah Solution to the Problems Faced in the Joint and Separate Family System of Pakistan

1. **Hafiz Saif Ur Rehman** saifurrehman20@gmail.com	*Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan ،Quetta.*
2. **Dr Sahibzada Baz Muhammad** msahibzada8@gmail.com	*Professor / Chairperson, Department of Islamic Studies, University of Balochistan ،Quetta.*

How to Cite: Hafiz Saif ur Rehman and Dr Sahibzada Baz Muhammad. 2023: "Shar'iah Solution to the Problems Faced in the Joint and Separate Family System of Pakistan". *Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 2 (02):139-148.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
06-11-2023	26-11-2023	01-12-2023

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

پاکستان کے مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام میں درپیش مسائل کا شرعی تدارک

Shar'iah Solution to the Problems Faced in the Joint and Separate Family System of Pakistan

1. **Hafiz Saif Ur Rehman**
   Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.
   saifurrehman20@gmail.com

2. **Dr. Sahibzada Baz Muhammad**
   Professor / Chairperson,
   Department of Islamic Studies, University of Balochistan, Quetta.
   msahibzada8@gmail.com

Abstract:

Both the joint and separate family systems, which both have certain benefits and difficulties, are strongly ingrained in Pakistan's family structure. However, these family structures may run into several issues that could cause arguments and strained bonds. In this study, the problems of joint and separate family structures are examined, and recommendations for improvement are made based on Islamic beliefs. Joint and separate family structures are equally common in Pakistani society, which is largely based on the family system. However, some of the challenges that arise within these systems can be addressed by turning to Islamic teachings for guidance. The study focuses on four main issues: communication and conflict resolution, sharing of resources and financial responsibilities, gender roles and equality, and privacy and personal space. Islamic teachings place great importance on clear communication, fair distribution of resources, gender equality and protection of personal space. Islam places great importance on clear communication, fair distribution of resources, gender equality and protection of personal space. By following these teachings, individuals and families can work to maintain peaceful relationships and resolve conflicts in a way that is consistent with their religious ideals. The answers proposed in this research provide a basis for strengthening the family structure in Pakistan and advancing Islamic principles and teachings. Additional studies and actual application of these theories are needed to solve the problems faced in joint and separate family systems of Pakistan.

Keywords: *Family, Society, Islamic Teachings, Communication, Privacy.*

تمہید

دنیا بھر میں خاندانی ڈھانچے برادریوں اور ثقافتوں کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ پاکستانی خاندان تاریخی طور پر دو اہم ماڈلز پر کاربند رہے ہیں:

- مشترکہ خاندانی نظام جس میں کئی نسلیں ایک چھت کے نیچے رہتی ہیں۔
- علیحدہ خاندانی نظام جس میں جوہری خاندان الگ الگ رہتے ہیں۔

ہر نظام کے فوائد اور نقصانات ہوتے ہیں جن کا تعلق ثقافتی اصولوں اور مذہبی عقائد سے ہے۔ پاکستان میں پچھلی چند دہائیوں کے دوران نمایاں سماجی و اقتصادی تبدیلیاں، شہری کاری اور صنفی کردار میں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ مشترکہ اور علیحدہ خاندانی نظام دونوں کو مختلف قسم کی مشکلات سے نمٹنا پڑا ہے جیسا کہ ناقص مواصلات، مالیاتی اختلاف، بین النسل تنازعات اور رازداری کا نقصان

وغیرہ۔ان مسائل سے نمٹنے کے لیے اسلام کی گہری تعلیمات پر مبنی ممکنہ علاج پر غور کرنا ضروری ہے جو قوم کے طرز زندگی پر کافی اثر ڈالتے ہیں۔[1] اسلام جو کہ پاکستان میں سب سے زیادہ عام مذہب ہے، خاندان کے افراد کے ساتھ بہترین تعلقات استوار کرنے کے لیے تفصیلی قوانین فراہم کرتا ہے۔خاندانی اتحاد، ہمدردی اور خاندان کے افراد کے درمیان تعاون کی اہمیت پر قرآن پاک اور حدیث دونوں میں زور دیا گیا ہے۔ترجیحی خاندانی نظام سے قطع نظر ان تعلیمات کا بنیادی پیغام خاندانی رشتوں کو مضبوط کرنا ہے۔زیر نظر مقالہ میں خاندانی روابط کے اصولوں پر زور دیتے ہوئے اسلامی تعلیمات پر بحث ہو گی۔ان عوامل کو یکجا کرنے سے پاکستان کی مخصوص ثقافتی ترتیب میں مسائل اور صحت مند خاندانی تعاملات کو فروغ دینے کے لیے عملی حل پیش کرنے کی صورت نظر آتی ہے۔

مذکورہ مضمون میں زیر بحث خاندانی نظاموں سے بحث کا مقصد یہ ہے کہ وہ صورت پیش کی جائے جو عالمی طور پر قابل اطلاق ہو، ترجیحی خاندانی انتظامات سے آزاد ہو۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں وہ اہم تفہیم حاصل کر سکتے ہیں جو خاندانوں میں بہتر تعلقات، بہتر رابطے اور باہمی تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔آئندہ مباحث ان مخصوص مسائل سے آگاہی دیں گی جن سے مختلف خاندانی نظام نبرد آزما ہیں اور کس طرح اسلامی تعلیمات ایسے حل کی طرف لے جا سکتی ہیں جو محبت، ہمدردی اور اتحاد کی فضا قائم کرتے ہوئے خاندان کے تمام افراد کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں خاندان کی اہمیت اور ضرورت

اسلام میں خاندان کو جذباتی قربت اور باہمی تعاون کی حوصلہ افزائی کے لیے تشکیل دیا گیا ہے جبکہ زوجین اور ان کے بچوں کے لیے ایک مستحکم اور قابل اعتماد تعلقات کی پیشکش کی گئی ہے۔مسلم معاشرے میں ایسے خاندانی نظام پر بہت زور دیا گیا ہے جو باہمی تعلقات کو مضبوط بناتا ہے اور لوگوں کی عمومی بھلائی کو فروغ دیتا ہے۔قرآن کریم نہ صرف حقوق اللہ کی تعمیل پر زور دیتا ہے بلکہ دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تاکید بھی کرتا ہے اور والدین سمیت اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ مومنوں کی اخلاقی ذمہ داری کو اجاگر کرتا ہے۔جب خاندانی ڈھانچے کی بات آتی ہے تو اسلام جوہری خاندانوں سے لے کر قریبی خاندانوں تک خاندانی اقسام کی ایک حد کو تسلیم کرتا ہے۔[2] خاندانوں کے کردار اور مقام پر صنعت کاری اور عالمگیریت کے اثرات کے باوجود نسل انسانی کی اہمیت اور قبائل سے جڑی سماجی ثقافتی شناخت اب بھی بہت سے مسلم ممالک میں موجود ہے۔

اسلام خاندان کو ایک مقدس ادارے کے طور پر دیکھتا ہے جس کا مقصد اللہ کی طرف سے مضبوط رشتہ استوار کرنا اور ایسے بچوں کی پرورش کرنا ہے جو بڑے ہو کر اخلاقی اور روحانی طور پر معاشرے کے کارآمد شہری ثابت ہوں۔اسلامی تعلیمات خاندانی رشتوں کی قدر، افرادِ خانہ کے فرائض، گھر کے ماحول کی پرورش اور تفہیم کی تشکیل پر بہت زور دیتی ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا۔[3]

اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین، رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، قریبی و اجنبی پڑوسیوں، تمہارے ساتھی، مسافر جس سے تم ملتے ہو اور اپنے مملوکوں کے ساتھ بھلائی کرو۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی سے پیش آنے کی ضرورت پر زور دیتی ہے خاص طور پر خاندان کے افراد اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ مومنوں کے اخلاقی فرائض کی نشاندہی کرتی ہے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ والدین، بہن بھائی اور اہل و عیال خاندان کی روایتی تعریف میں شامل ہیں، مسلم خاندان درحقیقت مختلف شکلوں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں اور مختلف قسم کی اقدار رکھتے ہیں۔ ان میں یک زوجاتی جوڑے، بڑے خاندان، مخلوط خاندان شامل ہیں۔ خاندانی ڈھانچے میں مسلم معاشروں کی تبدیلی کا تعین سماجی روایات، علاقائی روایات اور ثقافتی معیارات سے ہوتا ہے۔[4] اس تنوع کو پہچاننا اور اس کی قدر کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ خاندانی نظام پر اثرانداز ہوتا ہے۔ کئی مسلم تہذیبوں میں خاندان کو ایک مستحکم اور ہم آہنگ معاشرے کی بنیاد کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔[5] خاندان ایک نسل سے دوسری نسل تک ثقافتی روایات، اخلاقی اقدار اور مذہبی عقائد کو منتقل کرتے ہوئے سماجی کاری کے اہم فراہم کنندہ ہیں۔ خاندان ایک پرورش کا ماحول بناتا ہے جو باہمی تعاون، دیکھ بھال اور تحفظ کی پیشکش کرکے انفرادی ترقی اور فلاح و بہبود کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام افراد خاندان کے باہمی حقوق کی ادائیگی کی تاکید کرتا ہے اور خاندانی تعاملات میں محبت، احترام اور ہمدردی کو فروغ دیتا ہے۔ مسلم گھرانے مشترکہ مذہبی بنیاد رکھنے کے باوجود ثقافتی طریقوں، روایات اور علاقائی رسم و رواج میں تنوع کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ تغیرات خاندانی ڈھانچے میں خاص مشکلات پیدا کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات پر توجہ کے ساتھ یہ مطالعہ پاکستانی مشترکہ اور جداگانہ خاندانی ڈھانچے میں درپیش مسائل کے جوابات کی چھان بین کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم مختلف خاندانی نظاموں میں درپیش مسائل اور ثقافتی تغیرات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کرسکتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو لوگوں اور خاندانوں کی مدد کرنے کے لیے شامل کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ ایک مثالی معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔ پاکستان سمیت کسی بھی مسلم تہذیب میں جہاں مشترکہ اور علیحدہ خاندانی نظام مشترک طور پر رائج ہے وہاں خاندانی نظام کا اسلامی تعلیمات کے مطابق ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ ان نظاموں میں سے ہر ایک کے اپنے فائدے اور خامیاں ہیں جو بہت سے مسائل پیدا کرتی ہیں جنہیں حل کرنا ضروری ہے۔[6] اسلامی تعلیمات خاندانی مسائل پر بصیرت افروز مشورہ دیتی ہیں اور ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام دونوں میں پیدا ہونے والے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔

خاندان کی اقسام

پاکستان میں عموماً دو قسم کا خاندانی نظام رائج ہے:

- مختصر خاندان یا Nuclear Family System جو کہ ایک شادی شدہ جوڑے اور ان کے زیر کفالت بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ بعض اوقات اس خاندان میں میاں کے والدین بھی ان کے ساتھ رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ امریکی خاندان جداگانہ خاندانی نظام کی ایک مخصوص مثال ہے۔ پاکستان کے شہری علاقوں میں زیادہ تر یہ خاندانی نظام رائج ہے۔
- مشترکہ خاندان جو Joint Family System کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مشترکہ خاندان ایک ایسا خاندان ہے جو شوہر، بیوی، شادی شدہ اور غیر شادی شدہ بچوں اور دیگر قریبی رشتہ داروں جیسے چچا، خالہ، کزن اور پوتے پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس قسم کے خاندان میں شادی کے بعد بیٹا ایک ہی چھت کے نیچے رہتا ہے۔ خاندان کے تمام افراد کی جائیداد آپس میں مشترک ہوتی ہے۔ اس میں باپ خاندان کا سربراہ ہوتا ہے اور اس کی وفات کی صورت میں بڑا بھائی بطور سربراہ کے ذمہ داریاں سنبھالتا ہے۔ یہ نظام پاکستان کے دیہی علاقوں میں سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔

انسان چونکہ ایک سماجی حیوان ہے اس لیے یہ معاشرے سے الگ تھلگ ہوکر زندگی نہیں گزار سکتا۔ اسے خاندان کے معاشرتی ادارے سے جڑ کر زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ اس پس منظر میں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ سماجی اور شرعی نقطہ نظر سے کون

سا خاندانی نظام بہتر ہے؟ مشترکہ خاندانی نظام یا جداگانہ خاندانی نظام؟ اس کا جواب جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم دونوں نظاموں کی اچھائیوں اور برائیوں کا جائزہ لیں۔ مشترکہ خاندانی نظام عام طور پر ایک ہی فرد کی رہنمائی میں چلتا ہے۔ اس کی تکمیل بہت سے افراد سے مل کر ہوتی ہے جو مختلف رشتوں میں جڑ کر ایک ہی چھت کے تلے مل جل کر پیار و محبت سے زندگی گزارتے ہیں۔ خاندان کا ہر فرد ایک خوشحال گھر کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اپنی ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اس کے گھر کے کسی افراد کو کوئی اذیت نہ پہنچے۔ گھر کے تمام افراد کا آرام و سکون اس سربراہ کی اولین ترجیح ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اس نظام کی کچھ مشکلات بھی ہیں جن کا شرعی تدارک نہایت ضروری ہے۔ آئندہ سطور میں اس خاندانی نظام کو درپیش مسائل اور ان کا حل پیش کیا جاتا ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام کے مسائل اور ان کا حل

ذیل میں نمبر وار پاکستان میں مشترکہ خاندانی نظام کو درپیش مسائل اور ان کے ممکنہ تدارک پیش کیے جاتے ہیں:

اول: صلہ رحمی کا فروغ اور باہمی تنازعات کا حل

مضبوط خاندانی روابط کا قیام اور انہیں برقرار رکھنے کا انحصار صلہ رحمی کے فروغ اور تنازعات کے حل پر ہے۔ صلہ رحمی مشترکہ اور علیحدہ خاندانی نظام دونوں میں افرادِ خاندان کے درمیان افہام و تفہیم، ہمدردی اور تعاون کا بنیادی ستون ہے۔ جبکہ قطع رحمی باہمی تنازعات، کشیدگی، غلط فہمیوں اور کشیدہ تعلقات کا باعث بنتی ہے۔ اسلامی تعلیمات مواصلات اور تنازعات کے حل کو بہت اہمیت دیتی ہیں کیونکہ یہ مہارتیں صحت مند اور متوازن خاندانی ماحول بنانے کے لیے از حد ضروری ہیں۔[7] اسلامی تعلیمات میں خاندانوں کے درمیان شائستہ اور دیانت داری پر مبنی رابطے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ خندہ پیشانی اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔[8]

اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے مؤثر طریقے سے بات چیت کرنے، لوگوں کو فعال طور پر سننے، اتفاقِ رائے حاصل کرنے اور سمجھداری و ہمدردی کے ساتھ مسائل کو حل کرنے کی اعلیٰ مثالیں پیش کی ہیں۔ یہ تعلیمات مسلمانوں کو رابطے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے اور خاندان کے اندر تنازعات کو حل کرنے کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

دوم: مالی ذمہ داریاں اور وسائل کی تقسیم

پاکستان میں مشترکہ اور علیحدہ خاندانی نظام دونوں مالیاتی فرائض اور وسائل کی تقسیم کو اعلیٰ ترجیح دیتے ہیں۔ ایک خاندان کی پوری ہم آہنگی اور فلاح و بہبود پر اس کے مالیات کا انتظام کیسے اثرانداز ہو سکتا ہے؟ اس کے لیے اسلامی اصولوں کے مطابق ایک منصفانہ اور انصاف پسند معاشرے کے تحفظ کے لیے وسائل کی تقسیم اور مالی فرائض سے متعلق مسائل کو حل کرنا بہت ضروری ہے۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو تلقین کرتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے مالی فرائض کو پورا کریں تاکہ مستحکم مالی حالات فروغ پا سکیں۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ۔[9]

مرد عورتوں کے ذمہ دار ہیں اس حق کی بنا پر جو اللہ نے ایک دوسرے پر دیا اور اپنا مال خرچ کرنے کی بنا پر۔

مذکورہ بالا آیت میں مردوں کے مالی فرائض پر زور دیا گیا ہے کہ وہ اپنے خاندانوں کی کفالت کریں اور ان کی مالی حفاظت کو یقینی بنائیں۔ مزید یہ کہ وسائل کی منصفانہ تقسیم بھی بہت ضروری ہے۔ جب کئی نسلیں ایک چھت کے نیچے رہتی ہیں تو مالی فرائض پیچیدہ اور انھیں حل کرنا ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ انصاف اور ہم آہنگی کو یقینی بنانے کے لیے پورے گھرانے کی آمدن و خرچ متوازن ہونا چاہیے۔

امدادِ باہمی کی خاطر صدقہ کے تصور کو اسلامی تعلیمات میں فروغ دیا گیا ہے جس میں خاندان کے افراد اور ضرورت مند لوگوں کے لیے مہربانی اور سخاوت شامل ہے۔ خاندان صدقہ کے اصولوں کو اپنا کر مہربانی، تعاون اور مشترکہ مالی ذمہ داری کے ماحول کو فروغ دے سکتے ہیں۔ مشترکہ خاندانی نظام میں مالی مسائل کو حل کرنے کے لیے مؤثر مواصلات اور دیانت دارانہ مالی منصوبہ بندی دو اہم ترین طریقے ہیں۔ آمدنی کے ذرائع، اخراجات اور مالی مقاصد کے حوالے سے خاندان کے افراد کے درمیان کھلی بات چیت، مشترکہ افہام و تفہیم کے احساس کو فروغ دے سکتی ہے۔ خاندانی تخمینہ بنا کر، انفرادی ضروریات اور شراکت کی بنیاد پر وسائل مختص کر کے اور خاندان کے تمام افراد کو مالیاتی فیصلہ سازی میں شامل کر کے انصاف کو فروغ اور تنازعات کو کم کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں مشترکہ اور علیحدہ خاندانی نظام دونوں کو مالیاتی احتساب اور دولت کی مساوی تقسیم پر زور دینا چاہیے۔ اسلامی تعلیمات مالی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کی حوصلہ افزائی کرنے کے بارے میں بصیرت انگیز مشورہ پیش کرتی ہیں۔ خاندان مالی رکاوٹوں پر قابو پا سکتے ہیں، خوشگوار تعلقات کو فروغ دے سکتے ہیں اور خیرات و صدقہ کی اقدار کو برقرار رکھ کر ایک صحت مند اور خوشحال معاشرہ کی مضبوط بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

پاکستان میں مشترکہ اور علیحدہ خاندانی نظام صنفی کردار اور مساوات کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات مرد اور عورت کے ساتھ یکساں اور منصفانہ سلوک کی حمایت کرتی ہیں اور ایک دوسرے کے احترام، باہمی تعاون اور خاندان میں مشترکہ فرائض پر زور دیتی ہیں۔ اسلام میں مرد اور عورت اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے برابر ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے کہ:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً۔[10]

بحالتِ ایمان جو نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

یہ آیت نیکی اور نیک اعمال کے اطلاق میں مرد و عورت کی برابری پر زور دیتی ہے۔ اسلام ہر جنس کی امتیازی خوبیوں اور صلاحیتوں کو تسلیم کرتا ہے اور خاندان میں ہر صنف کے ادا کردہ فرائض کو تکمیل کے طور پر دیکھتا ہے۔

بہر حال ثقافتی و سماجی معیارات اکثر خاندانی نظام میں اسلامی تعلیمات سے قطع نظر صنفی عدمِ مساوات کی حمایت کرتے ہیں۔ پدرانہ نظام جو روایتی صنفی کرداروں کو تشکیل دیتے ہیں، خواتین کے لیے امکانات کو محدود کر سکتے ہیں اور ان پر غیر منصفانہ مطالبات کر سکتے ہیں۔ اسلامی عقائد کی بنیاد پر ان مسائل کو حل کرنا اور خاندان کے اندر صنفی مساوات کو فروغ دینا بہت ضروری ہے۔

سوم: خصوصیت اور ذاتی فضا

خصوصیت اور ذاتی فضا کا مطلب ہے کہ ہر شخص کو اپنی ذاتی زندگی میں ایک خصوصی فضا کی ضرورت ہے جہاں وہ اپنی خصوصی حیثیت کو محفوظ اور اپنے تناظر کو برقرار رکھ سکے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ سخت حالات میں بھی انسان ہمیشہ انفرادیت کا خواہش مند رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اس طور پر فرمائی ہے کہ وہ سب کے ساتھ رہتے ہوئے مشغولیت میں بھی تنہائی کا

خواہش مند رہتا ہے۔ انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ زندگی میں اپنے معاملات میں ہمیشہ آزاد رہے اور اس کے مسائل کو یا اس کے ذوق کو کوئی بھی دوسرا انسان کبھی بھی نظر انداز نہ کرے۔ گویا سب کے ساتھ رہتے ہوئے بھی رازداری کا حق انسان کا بنیادی حق ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام میں جب کئی نسلیں ایک چھت کے نیچے رہتی ہیں تو ایسے میں رازداری اور ذاتی فضا کو برقرار رکھنا کافی مشکل ہو جاتا ہے خصوصاً جب بات غیر محرم لوگوں کے درمیان رابطے کی ہو۔ اسلامی تعلیمات میں رازداری اور شائستگی کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اسلامی رازداری کی اقدار کی پاسداری کرتے ہوئے مشترکہ خاندانی ماحول میں رہنا محتاط سوچ اور ایسے اقدامات کے اطلاق کی ضرورت ہے جو ثقافتی اصولوں اور اسلامی تعلیمات دونوں کا احترام کریں۔[11]

مشترکہ خاندانی نظام میں رازداری کو فروغ دینے کے لیے ذاتی علاقوں کو مختص کرنا ایک اہم حل ہو سکتا ہے۔ افراد اور جوڑے زیادہ نجی اور خود مختار محسوس کر سکتے ہیں اگر ہر ایک جوہری خاندان کے پاس رہنے کی اپنی جگہ یا کمرہ ہو۔ اس سے ہر خاندان کے لیے اس کی اپنی ذاتی جگہ ہونا ممکن ہو جاتا ہے جہاں سے وہ بآسانی داخل خارج ہو سکتا ہے۔ خاندان کے ارکان کو بھی حدود کا احترام کرنا چاہیے اور انفرادی رازداری کی قدر کو سمجھتے ہوئے ان نجی علاقوں میں جانے سے پہلے اجازت طلب کرنی چاہیے۔[12]

مشترکہ خاندانی ڈھانچے میں رازداری کے مسائل کو حل کرتے وقت ثقافتی حساسیت کو بھی مدنظر رکھا جانا چاہیے۔ اسلامی تعلیمات وسیع معیارات پیش کرتی ہیں پھر بھی ثقافتی رسم و رواج اور توقعات مختلف ہو سکتی ہیں۔ ثقافتی حساسیت اور اسلامی تعلیمات دونوں کا احترام کرنے والے توازن کو تلاش کرنے کے لیے ثقافتی توقعات کے بارے میں کھلے دل سے مکالمے کی ضرورت ہے۔ اس میں زبردست سمجھوتے اور ایسے حل سامنے آسکتے ہیں جو خاندان کے ہر فرد کے ثقافتی پس منظر اور حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام متعلقہ فریقوں کو مطمئن کریں۔ مشترکہ خاندانی ڈھانچے کے اندر رازداری اور ذاتی جگہ کو برقرار رکھنے کے لیے اسلامی تعلیمات اور ثقافتی حساسیت پر احتیاط سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ خاندان ایک ایسا ماحول تشکیل دے سکتے ہیں جو رازداری کو برقرار رکھتا ہو اور خاندانی افراد کے درمیان ذاتی جگہوں کو متعین کر کے، کھلے رابطے کی حوصلہ افزائی کر کے، شائستگی کی اقدار کی پیروی کر کے، انفرادی تنہائی کی اجازت دے کر ثقافتی معیارات کا احترام ممکن ہے۔ مخلوط خاندانی ماحول میں رازداری کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اسلامی نظریات، ثقافتی اصولوں اور خاندان کے افراد کی منفرد ضروریات کے درمیان توازن قائم کرنے کی ضرورت ہے۔[13]

چہارم: نسلی فرق اور رابطے کا فقدان

ایک خاندان یا ثقافت میں نظریات، اقدار، عقائد اور طرز عمل میں فرق کی وجہ سے مختلف عمر کے لوگوں کے درمیان نسلی فرق ہو سکتا ہے۔ یہ ایک متواتر واقعہ ہے جو منفرد تجربات، پرورش، اور متعدد ثقافتی، سماجی اور تکنیکی پیش رفتوں کے بعد سامنے لایا جاتا ہے جس سے ہر نسل گزرتی ہے۔ خاندان کے بڑے اور چھوٹے افراد مختلف نقطہ نظر اور توقعات رکھتے ہیں جو خاندان کے اندر مختلف قسم کی مشکلات اور تنازعات کا سبب بن سکتے ہیں۔ پرانی نسلیں مواصلات کے زیادہ روایتی طریقوں کی حمایت کر سکتی ہیں جب کہ نوجوان عام طور پر زیادہ عصری مواصلاتی ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے آسانی محسوس کرتے ہیں۔ جب پیشوں اور عزائم کے انتخاب کی بات آتی ہے تو مختلف نسلوں کی اقدار مختلف ہو سکتی ہیں۔ پرانی نسلیں استحکام اور قائم شدہ مواقع کی قدر کر سکتی ہیں جبکہ نوجوان نسلیں زیادہ متنوع اور فعال روزگار کے راستوں کو ترجیح دے سکتی ہیں۔[14]

اسلام خاندانوں اور برادریوں میں نسلی تقسیم کو ختم کرنے کے طریقے کے طور پر مختلف عمروں کے لوگوں کے درمیان احترام اور افہام و تفہیم کے فروغ پر زور دیتا ہے۔ اسلام ایک متوازن نقطہ نظر کو فروغ دیتا ہے جس میں نوجوانوں کو اپنی رائے اور

خیالات بتانے کا موقع دیا جاتا ہے اور بزرگوں کو ان کے علم اور تجربے کی وجہ سے عزت دی جاتی ہے۔ اسلام بزرگوں کا احترام کرنے اور ان کی حکمت اور زندگی کے تجربات کو تسلیم کرنے کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ ایک خوشگوار خاندانی ماحول بزرگوں کے ساتھ احترام اور مہربانی کے ساتھ پیش آنے سے آسان ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لیس منامن لم یرحم صغیرناویوقرکبیرنا۔[15]

وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا احترام نہ کرے۔

مختلف طرزِ زندگی کی ترجیحات، تفریحی ترجیحات اور کھانے کی عادات کے نتیجے میں غیر یقینی صورتحال یا تنازعات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسلام گھریلو اور اجتماعی دونوں مسائل میں مشاورت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ خاندان کے تمام افراد کو بات چیت اور فیصلہ سازی کے عمل میں شامل ہونا چاہیے۔ ایسا کرنے سے مشترکہ جوابدہی کا احساس اور ہر رکن کی شراکت کے لیے قدردانی قائم ہوتی ہے۔ بزرگ عاجزی، تحمل اور کھلے ذہن کے ساتھ نوجوان اراکین کے لیے ایک مثال قائم کرسکتے ہیں جبکہ وہ نوجوانوں کو اپنے بزرگوں کے تجربے کا احترام اور قدر کرنا بھی سکھا سکتے ہیں۔ اقدار کے اس اشتراک سے خاندانی تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔[16]

جداگانہ خاندانی نظام کے مسائل اور ان کا حل

انفرادی یا جداگانہ خاندان کا حجم مشترکہ خاندان کی نسبت بہت مختصر ہوتا ہے۔ زیادہ تر یورپ اور امریکہ میں انفرادی خاندانی نظام زیادہ مقبول ہے۔ انفرادی خاندان میں عام طور پر دو نسلیں یعنی ماں باپ اور ان کے بچے اکٹھے رہتے ہیں۔ لیکن اس کے بارے میں اگر مدلل بات کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ اگر انفرادی خاندان میں بچے رہیں گے تو وہ زیادہ تر وقت اپنے والدین کے ساتھ گزاریں گے جس کی وجہ سے بچوں اور والدین کے درمیان ذہنی مطابقت اور ہم آہنگی پیدا ہوگی۔ کیونکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ جہاں زیادہ تر افراد مل کر رہتے ہیں وہاں آپس میں لڑائی جھگڑے اور اختلافات بھی زیادہ پیدا ہوتے ہیں جب کہ انفرادی خاندان میں کم سے کم افراد ہونے کی وجہ سے جھگڑا بھی کم ہوتا ہے اور اگر جھگڑا ہو جائے تو اس کو سلجھانا بھی آسان ہوتا ہے۔ لیکن انفرادی خاندان کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ جب میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو اس کو سمجھانے کے لیے کوئی بھی عمر رسیدہ یا بزرگ موجود نہیں ہوتا جو زوجین کے باہمی اختلافات کی صورت میں ایک ثالث کا کردار ادا کر سکے۔ جداگانہ خاندانی نظام میں کئی مسائل پیدا ہوسکتے ہیں جن وجوہات مختلف ہوسکتی ہیں۔ آئندہ سطور میں اس خاندانی نظام کو درپیش مسائل کا جائزہ اور ان کے ممکنہ حل پر بات کی جاتی ہے۔

اول: گھریلو ذمہ داریوں کی پامالی

جداگانہ خاندانی نظام میں چونکہ ساری گھریلو ذمہ داریاں فردِ واحد کے سپرد ہوتی ہیں جن کا بروقت ادا کرنا فردِ واحد کے لیے نہ صرف مشکل بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے بالخصوص جب کہ گھر کا سربراہ معاشی لحاظ سے غیر مستحکم ہو۔ اس نظام کی وجہ سے بعض اوقات معاشرے کے سلجھے ہوئے بچوں کی تربیت میں بھی بہت فرق آجاتا ہے۔ ایسے میں قناعت، باہمی تعاون اور الفت و مودت کا طریقِ عمل موثر ثابت ہوسکتا ہے جو خاندان کی اکائی کو برقرار رکھنے میں مدد فراہم کر سکتا ہے۔

دوم: خاندانی اقدار سے محرومی

اس نظام میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ انسان خاندانی رسم و رواج اور اقدار سے یکسر جدا ہو کر نہ صرف خود ان روایات کو بھول جاتا ہے بلکہ آئندہ نسل کی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان خوبصورت اقدار کے خاتمہ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ بچے جو ماحول سے

سیکھتے ہیں وہ اس نعمت سے محروم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ جداگانہ خاندانی نظام نے محبت اور خلوص کا شیرازہ مغربی تہذیب کی نقالی میں بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ مغرب زدہ معاشرے نے اپنے عزت واحترام کے قابل والدین اور بڑے بزرگوں کو گھر کے لئے ناکارہ قرار دے کر ان کے لیے "اولڈ ہوم" بنائے اور پھر انہیں وہاں کوڑے کے ڈھیر کی طرح پھینک آئے۔ کبھی کبھار جاکر ان سے مل آئے ورنہ سالانہ بنیادوں پر والدین کا دن مناکر اپنی جھوٹی محبت کا ثبوت دے دیا۔ یہ بات قابل افسوس ہے کہ پاکستانی معاشرے میں بھی مغرب کی دیکھا دیکھی "اولڈ ہومز" کا رواج فروغ پاتا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں بڑوں کا احترام، باہمی میل جول، روایتی اقدار کی تعلیم وپاسداری نہایت ضروری ہے تاکہ مغرب کی نقالی کے نقصانات سے بچا جاسکے۔

سوم: بچوں پر منفی نفسیاتی اثرات

بچے جو ماحول سے سیکھتے ہیں اس نظام کی وجہ سے اپنے بزرگوں کی روایات اور ثقافت سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ نفسیاتی طور پر دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ معاشرے کے ان بچوں سے ہمیشہ کے لیے کنارہ کشی کی عادت اپنا لیتے ہیں جنہوں نے مشترکہ خاندانی نظام کے ہاں پرورش پائی ہو۔ یہ منفی اثر زائل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بڑوں اور بچوں کے مابین خلیج کو بڑھنے نہ دیا جائے، آپس میں گفتگو، پیار ومحبت کا برتاؤ، مسائل اور ان کے حل پر کلام اور تعلقات کے فروغ پر زور دیا جائے تاکہ بچے اپنے بزرگوں کے تجربات سے مستفید ہو سکیں۔

چہارم: بچوں کی تعلیم وتربیت میں کمی

کاروبار یا ملازمت کے سلسلے میں بعض اوقات بیرون ملک یا اندرون ملک جانے سے گھر دیکھ بھال کے مسائل سے دوچار ہوتا ہے۔ ملازم رکھنے کی صورت میں اس کے قابل اعتماد ہونے یا نہ ہونے کے مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سارا دن محنت ومشقت کرنا پڑتی ہے جس کی وجہ سے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لیے وقت نہیں بچتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ گھر کے بڑے بزرگ والدین کے علاوہ بچوں کی تربیت میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں لہذا ایسا جداگانہ خاندانی نظام جس میں ایسے بزرگ میسر نہیں وہاں بچوں کی تربیت اچھے طریقے سے نہیں ہو پاتی۔ اس کا نتیجہ بے شمار معاشرتی مسائل کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے ایک مربوط نقطہ نظر کو معمول کے مطابق والدین کی حکمت عملیوں اور فیصلوں پر بحث کر کے بنایا جاسکتا ہے۔

حاصل ونتائج بحث

مذکورہ تحقیق کے حاصل ہونے والے نتائج ذیل میں نمبر وار پیش کیے جاتے ہیں:

- مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام میں مسائل اور بگاڑ کی بنیادی وجہ اسلامی تعلیمات سے دوری ہے۔
- دولت کی ریل پیل اور تیز رفتار مادی کے باوجود پاکستان کا خاندانی نظام ایک انجانے اضطراب کا شکار ہے۔
- شرعی نقطہ نظر سے مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام یکساں طور پر جائز ہیں کیونکہ دونوں کی نظائر شریعت میں موجود ہیں۔ البتہ زوجین اگر باشعور ہوں اور وہ دونوں دانش مندی سے کام لیں تو مشترکہ خاندانی نظام زیادہ مفید ہے۔
- جس طرز رہائش میں حقوق العباد کی پامالی اور قطع رحمی کا یقین ہو اس سے بہر حال اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح جس خاندانی نظام میں نفع سے زیادہ نقصان کا خدشہ ہو اسے بھی اختیار نہیں کیا جائے گا۔

- مشترکہ خاندانی نظام کی کامیابی کی ایک ہی شرط ہے کہ جب بھی افراد خاندان کے درمیان کوئی نزاعی بات پیش آئے تو اس کے حل کا بہترین طریقہ صبر و برداشت اور عفو و درگزر ہے۔ ان صفات کو اپنا کر مشترکہ خاندان امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ جن لوگوں کے اندر اس شرط کو پورا کرنے کا حوصلہ نہ ہو ان کے لیے جداگانہ خاندانی نظام میں رہنا بہتر ہے۔
- مشترکہ خاندانی نظام میں فرد واحد کو فیصلے کا اختیار نہیں ہونا چاہیے بلکہ خاندان کے دیگر افراد کی رائے بھی لینی چاہیے تاکہ کسی بھی فرد کو اپنے غیر اہم ہونے کا احساس نہ ہو۔
- مشترکہ خاندانی نظام میں پرورش پانے والے بچے تعلیم و تربیت کے لحاظ سے جداگانہ خاندانی نظام کے بچوں سے کافی بہتر پائے گئے ہیں۔ جداگانہ خاندانی نظام سے وابستہ والدین کو اپنے بچوں کی بہترین تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دینی چاہیے۔
- پاکستانی معاشرے میں رائج اس دوطرفہ خاندانی نظام کے منفی اثرات کو مثبت اثرات میں اس انداز سے تبدیل کیا جا سکتا ہے کہ خاندان کا ہر فرد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بیان کردہ حدود و تعلیمات کا پاس دار ہو۔ احساس ذمہ داری، عدل و احسان اور ایثار کا جذبہ اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لے۔ اگر ایسا کر لیا جائے تو نظام خواہ مشترکہ ہو یا جداگانہ یقیناً مثالی ہو گا اور معاشرے پر اس کے اثرات مثبت ہوں گے۔

حواشی و حوالہ جات

1 عبید الرحمان، مفتی، **مشترکہ خاندانی نظام اور اس سے متعلق شرعی مسائل و احکام**، (مردان: مکتبہ رحمانیہ، س ن)، ص 26۔

2 ابو یاسر، شیخ، **شادیاں ناکام کیوں؟**، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2006ء)، ص 45۔

3 سورۃ النساء 4:36۔

4 اسرار احمد، ڈاکٹر، **اسلام میں عورت کا مقام**، (لاہور: مرکزی انجمن خدام القرآن، 1979ء)، ص 27۔

5 اصلاحی، صدر الدین، **اسلام میں نکاح کے قوانین**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، 1993ء)، ص 77۔

6 الصابونی، الدکتور عبد الرحمان، نظام الاسرة و حل مشکلاتها فی ضوء الاسلام، (قاہرۃ: دار الفکر العربی، 1983ء)، ص 119۔

7 تفضیل احمد، ضیغم، **جھگڑے کیوں ہوتے ہیں؟**، (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2006ء)، ص 67۔

8 سورۃ البقرۃ 2:83۔

9 سورۃ النساء 4:34۔

10 سورۃ النحل 16:97۔

11 خالد رحمان، سلیم منصور خالد، **خواتین، معاشی اختیار اور تعلیم**، (اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، 2007ء)، ص 101۔

12 خالد رحمان، سلیم منصور خالد، **عورت، خاندان اور ہمارا معاشرہ**، (اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، 2008ء)، ص 81۔

13 خالد علوی، ڈاکٹر، **اسلام کا معاشرتی نظام**، (لاہور: الفیصل ناشران کتب، 2005ء)، ص 123۔

14 رضی الدین، سید، **ازدواجی الجھنیں اور ان کا حل**، (لاہور: اذانِ سحر پبلی کیشنز، 2005ء)، ص 88۔

15 الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، (ریاض: دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، 2015ء)، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة الصبیان، رقم الحدیث: 1919۔

16 روبینہ نقاش، **اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں**، (لاہور: دار الابلاغ، 2002ء)، ص 55۔